Allama Iqbal Open University AIOU BS Islamic Studies solved assignments no 1 Autumn 2025 Code 1961 Methodologies and Modes of Tafseer

سوال نمبر *1:* تفسیر کا مفہوم، تفسیر اور تفسیری ترجمہ کے مابین فرق، اور تفسیری ترجمے کی شرائط

تفسیر کا مفہوم

لغوی مفہوم

لفظ **تفسیر** عربی مادہ **فَسَرَ** سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی ہیں:

کھولنا، واضح کرنا، کسی بات کی حقیقت کو نمایاں کرنا، پوشیدہ معنی کو ظاہر

کرنا۔

لغت میں تفسیر کا استعمال اس عمل کے لیے ہوتا ہے جس کے ذریعے کسی مشکل یا مبہم بات کو اس طرح بیان کیا جائے کہ سننے یا پڑھنے والا اس کو بخوبی سمجھ سکے۔

اصطلاحی مفہوم

اسلامی اصطلاح میں تفسیر سے مراد:

قرآنِ مجید کی آیات کے معانی، مطالب، احکام، عقائد، اخلاقی تعلیمات، اسبابِ نزول، ناسخ و منسوخ اور حکمتوں کو معتبر علمی اصولوں کی روشنی میں واضح کرنا۔

یعنی تفسیر محض لفظی ترجمہ نہیں بلکہ قرآن کے پیغام کو مکمل طور پر سمجھانے کا علم ہے۔

تفسیر کی ضرورت

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا اور اس کی زبان انتہائی فصیح، بلیغ اور جامع ہے۔ ایک ہی آیت میں کئی معانی، احکام اور حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، اس لیے:

- عام قاری ہر مفہوم تک خود نہیں پہنچ سکتا

- بعض آیات کا تعلق خاص حالات اور واقعات سے ہوتا ہے

- بعض آیات مجمل، عام یا مطلق ہوتی ہیں جن کی وضاحت دیگر آیات یا احادیث سے ہوتی ہے

اسی لیے تفسیر کا علم ناگزیر قرار پایا۔

تفسیر کی اقسام *(اجمالی تعارف)*

***1.* تفسیر بالماثور**

وہ تفسیر جو قرآن کی تشریح قرآن، احادیث نبوی ﷺ، صحابہ اور تابعین کے اقوال سے کرتی ہے۔

مثال: تفسیر ابن کثیر

2. تفسیر بالرائے

وہ تفسیر جو شرعی علوم پر مہارت کے بعد عقل و فہم کی بنیاد پر کی جائے۔

مثال: تفسیر کبیر (امام رازی)

3. فقہی تفسیر

جس میں زیادہ توجہ آیاتِ احکام پر دی جاتی ہے۔

مثال: احکام القرآن (جصاص)

4. ادبی و لغوی تفسیر

جس میں عربی لغت، بلاغت اور نحو پر زور دیا جاتا ہے۔

تفسیر اور تفسیری ترجمہ کا فرق

تفسیر کیا ہے؟

تفسیر قرآن کی آیات کی مفصل وضاحت ہے جس میں درج ذیل امور شامل ہوتے ہیں:

- لغوی تحقیق
- نحوی و صرفی تجزیہ
- اسبابِ نزول
- فقہی مسائل
- عقائد اور اخلاقی پہلو
- دیگر آیات و احادیث سے ربط

تفسیری ترجمہ کیا ہے؟

تفسیری ترجمہ ایسا ترجمہ ہے جس میں قرآن کے الفاظ کو دوسری زبان میں منتقل کرتے وقت **اصل مفہوم کو واضح کرنے کے لیے مختصر تشریح یا توضیح شامل کر دی جاتی ہے** تاکہ قاری غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔

تفسیر اور تفسیری ترجمہ کے مابین بنیادی فرق

***1.* وسعت اور دائرہ**

- **تفسیر:** بہت وسیع اور تفصیلی علم ہے

- **تفسیری ترجمہ:** نسبتاً مختصر ہوتا ہے

***2.* مقصد**

- **تفسیر:** قرآن کے تمام پہلوؤں کو واضح کرنا

- **تفسیری ترجمہ:** غیر عربی قاری کو صحیح مفہوم سمجھانا

3. زبان

- **تفسیر:** عموماً عربی میں

- **تفسیری ترجمہ:** اردو، فارسی، انگریزی یا دیگر زبانوں میں

4. علمی سطح

- **تفسیر:** علماء اور طلبہ کے لیے

- **تفسیری ترجمہ:** عام قارئین کے لیے

5. ذاتی تشریح

- **تفسیر:** اصول و ضوابط کے تحت اجتہاد

- **تفسیری ترجمہ**: ذاتی رائے کی گنجائش نہ ہونے کے برابر

تفسیری ترجمہ کی شرائط

تفسیری ترجمہ چونکہ قرآن کے مفہوم کو براہ راست عام لوگوں تک پہنچاتا ہے، اس لیے اس میں غیر معمولی احتیاط ضروری ہے۔

***1.* عقیدۂ اسلام پر مضبوط گرفت**

مترجم کا عقیدہ درست اور اہلِ سنت والجماعت کے مطابق ہونا ضروری ہے تاکہ آیات کے معانی میں بگاڑ پیدا نہ ہو۔

***2.* عربی زبان پر مکمل عبور**

- لغت

- صرف و نحو

- بلاغت

- محاورات

کی مکمل سمجھ ضروری ہے، کیونکہ قرآن کے الفاظ عام عربی سے کہیں زیادہ بلیغ ہیں۔

3. علومِ قرآن سے واقفیت

جیسے:

- اسبابِ نزول

- ناسخ و منسوخ

- محکم و متشابہ

- عام و خاص

- مطلق و مقید

4. احادیث نبوی ﷺ کا علم

قرآن کی بہت سی آیات کی تشریح احادیث کے بغیر نامکمل رہتی ہے، اس لیے مترجم کو حدیث کا علم ہونا لازمی ہے۔

5. ذاتی رائے سے اجتناب

تفسیری ترجمے میں مترجم اپنی سوچ، فلسفہ یا نظریہ شامل نہیں کر سکتا بلکہ معتبر تفاسیر کی روشنی میں مفہوم پیش کرنا لازم ہے۔

6. زبان کی سلاست اور وضاحت

ترجمہ:

- آسان

- عام فہم

- مبہم الفاظ سے پاک

ہونا چاہیے تاکہ ہر تعلیم یافتہ فرد اسے سمجھ سکے۔

7. عقائد اور احکام میں احتیاط

عقیدے یا فقہی مسائل سے متعلق آیات میں معمولی لغزش بھی بڑا فتنہ پیدا کر سکتی ہے، اس لیے خاص احتیاط ضروری ہے۔

تفسیری ترجمہ کی اہمیت

1. غیر عرب مسلمانوں کے لیے رہنمائی

اکثریت عربی نہیں جانتی، تفسیری ترجمہ انہیں قرآن سے جوڑتا ہے۔

2. دینی شعور کی بیداری

لوگ قرآن کو صرف تلاوت نہیں بلکہ سمجھ کر پڑھنے لگتے ہیں۔

3. عملی زندگی میں اطلاق

جب مفہوم واضح ہو تو احکام پر عمل آسان ہو جاتا ہے۔

4. فکری و اخلاقی اصلاح

تفسیری ترجمہ قرآن کی اخلاقی تعلیمات کو معاشرے میں عام کرتا ہے۔

5. دعوت و تبلیغ میں سہولت

غیر مسلم یا نو مسلم افراد کے لیے قرآن کا پیغام سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

خلاصہ

تفسیر قرآن فہمی کا اعلیٰ اور جامع علم ہے جو قرآن کے ظاہری و باطنی پہلوؤں کو واضح کرتا ہے، جبکہ تفسیری ترجمہ قرآن کے مفہوم کو عام فہم زبان میں منتقل کرنے کا ذریعہ ہے۔ دونوں کا مقصد قرآن کے پیغام کو انسانیت تک صحیح اور محفوظ صورت میں پہنچانا ہے۔ تفسیری ترجمہ کرتے وقت علمی اہلیت، دینی احتیاط اور اصولی پابندی ناگزیر ہے، کیونکہ قرآن محض ایک کتاب نہیں بلکہ ہدایتِ الٰہی ہے جس کے ہر لفظ میں رہنمائی پوشیدہ ہے۔

سوال نمبر 2: مفسرین کے طبقات پر جامع نوٹ

تمہید

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتابِ ہدایت ہے، جسے سمجھنے اور اس کے معانی و مطالب کو واضح کرنے کے لیے علمِ تفسیر وجود میں آیا۔ نزولِ قرآن کے آغاز ہی سے اس کی تشریح و توضیح کا سلسلہ جاری ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ مختلف علمی، فکری اور سماجی حالات کے تحت مفسرین نے قرآن کی تفسیر کی، جس کے نتیجے میں **مفسرین کے مختلف طبقات** وجود میں آئے۔ یہ طبقات دراصل تاریخی ترتیب، علمی اسلوب، فکری رجحان اور مصادرِ تفسیر کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں۔

مفسرین کے طبقات کا مفہوم

مفسرین کے طبقات سے مراد وہ مختلف علمی اور تاریخی درجے ہیں جن میں قرآن کی تفسیر کرنے والے علماء کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر طبقہ اپنے دور کے

علمی معیار، فہمِ دین اور حالات کے مطابق تفسیر کرتا رہا ہے۔ ان طبقات کے مطالعے سے ہمیں علمِ تفسیر کے ارتقاء، وسعت اور تنوع کا اندازہ ہوتا ہے۔

مفسرین کے اہم طبقات

1. عہدِ نبوی ﷺ کے مفسرین

تعارف

سب سے پہلا اور اعلیٰ ترین طبقہ **رسول اللہ** ﷺ کا ہے۔ قرآنِ مجید سب سے پہلے آپ ﷺ پر نازل ہوا اور آپ ہی اس کے اولین مفسر ہیں۔

خصوصیات

- تفسیر بذریعہ وحی
- قول، فعل اور تقریر کے ذریعے وضاحت
- صحابہؓ کی عملی تربیت

مثالیں

- آیاتِ احکام کی تشریح

- مجمل آیات کی تفصیل
- ناسخ و منسوخ کی وضاحت

یہ طبقہ تفسیر کے تمام طبقات کی بنیاد ہے۔

---

2. صحابۂ کرامؓ کا طبقہ

تعارف

صحابۂ کرامؓ وہ مقدس جماعت ہے جنہوں نے براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے قرآن سیکھا اور اس کے معانی سمجھے۔

نمایاں مفسر صحابہ

- حضرت عبد اللہ بن عباسؓ
- حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ
- حضرت اُبی بن کعبؓ
- حضرت علیؓ

خصوصیات

- عربی زبان پر کامل عبور
- اسبابِ نزول سے واقفیت
- براہِ راست نبوی تعلیم

اہمیت

یہ طبقہ تفسیر بالماثور کی اصل بنیاد ہے اور ان کے اقوال کو سب سے زیادہ معتبر سمجھا جاتا ہے۔

---

3. تابعین کا طبقہ

تعارف

تابعین وہ حضرات ہیں جنہوں نے صحابۂ کرامؓ سے قرآن اور اس کی تفسیر سیکھی۔

معروف تابعی مفسرین

- مجاہد بن جبر
- قتادہ
- حسن بصری

- عکرمہ

خصوصیات

- صحابہؓ کے اقوال پر اعتماد
- لغوی اور معنوی تشریح
- اسرائیلی روایات کا محدود استعمال

اہمیت

تابعین نے تفسیر کو باقاعدہ علمی شکل دی اور اسے آگے منتقل کیا۔

***4.* تبع تابعین اور تدوینِ تفسیر کا دور**

تعارف

یہ وہ دور ہے جب تفسیر کو تحریری شکل میں مرتب کیا گیا۔

نمایاں مفسرین

- امام طبری
- امام ابن ابی حاتم
- امام عبد الرزاق

خصوصیات

- اسناد کے ساتھ روایات
- تفسیر بالماثور کا فروغ
- روایتی انداز

اہمیت

اسی دور میں تفسیر ایک مستقل علم کے طور پر مدون ہوئی۔

---

5. فقہی مفسرین کا طبقہ

تعارف

اس طبقے کے مفسرین نے قرآن کی آیات سے فقہی احکام اخذ کرنے پر خصوصی توجہ دی۔

نمایاں مفسرین

- امام جصاص
- امام قرطبی

خصوصیات

- آیاتِ احکام کی تفصیل
- فقہی اختلافات کا ذکر
- دلائل کا تقابلی جائزہ

اہمیت

یہ طبقہ اسلامی قانون کے فہم میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

---

6. لغوی و ادبی مفسرین کا طبقہ

تعارف

ان مفسرین نے قرآن کی تفسیر عربی زبان، بلاغت اور ادب کے اصولوں کے تحت کی۔

نمایاں مفسرین

- زمخشری
- ابو حیان اندلسی

خصوصیات

- لغت، نحو اور بلاغت پر زور

- ادبی حسن کی وضاحت
- زبان کے دقیق پہلوؤں کا بیان

اہمیت

اس طبقے نے قرآن کے ادبی اعجاز کو نمایاں کیا۔

---

7. عقلی و کلامی مفسرین کا طبقہ

تعارف

یہ مفسرین فلسفہ، منطق اور علمِ کلام کی روشنی میں تفسیر کرتے تھے۔

نمایاں مفسرین

- امام فخر الدین رازی

خصوصیات

- عقلی دلائل
- فلسفیانہ مباحث
- اعتراضات کے جوابات

اہمیت

اس طبقے نے فکری شبہات کے ازالے میں اہم کردار ادا کیا۔

---

8. صوفی مفسرین کا طبقہ

تعارف

یہ مفسرین قرآن کے باطنی اور روحانی معانی پر زور دیتے ہیں۔

نمایاں مفسرین

- امام قشیری
- ابن عربی

خصوصیات

- روحانی اشارات
- اخلاقی تزکیہ
- ظاہری معنی کی نفی نہیں

اہمیت

یہ طبقہ روحانی اصلاح میں مؤثر رہا۔

9. جدید دور کے مفسرین

تعارف

جدید دور میں تفسیر کو عصری مسائل سے جوڑا گیا۔

نمایاں مفسرین

- مولانا مودودی
- علامہ اقبال (فکری رہنمائی)
- سید قطب

خصوصیات

- سماجی و سیاسی پہلو
- جدید مسائل کا حل
- دعوتی اسلوب

اہمیت

یہ طبقہ قرآن کو عصرِ حاضر سے جوڑنے کا ذریعہ بنا۔

مفسرین کے طبقات کی مجموعی اہمیت

- قرآن فہمی کا تسلسل
- ہر دور کے تقاضوں کا جواب
- علمی تنوع اور وسعت
- امت کی فکری و عملی رہنمائی

خلاصہ

مفسرین کے طبقات دراصل قرآنِ مجید کی ہمہ گیر اور زندہ کتاب ہونے کی دلیل ہیں۔ ہر دور میں مختلف طبقات کے مفسرین نے اپنے اپنے علمی ذرائع، فکری رجحانات اور حالات کے مطابق قرآن کی تشریح کی۔ ان تمام طبقات کا مجموعی مطالعہ ہمیں قرآن کے معانی کی گہرائی، وسعت اور ہمہ زمانی رہنمائی کا شعور عطا کرتا ہے۔

سوال نمبر 3: تفسیرُ القرآن بالقرآن کے طریقے مفصلاً تحریر کیجیے

تمہید

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری اور کامل کتابِ ہدایت ہے، جس میں انسانیت کی رہنمائی کے لیے عقائد، عبادات، اخلاقیات، معاملات اور قوانین کو نہایت جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کو سمجھنے اور اس کے معانی و مطالب کو واضح کرنے کے لیے جو مختلف طریقے اختیار کیے گئے ہیں، ان میں سب سے معتبر، مستند اور بنیادی طریقہ **تفسیرُ القرآن بالقرآن** ہے۔ اس طریقے کا مفہوم یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی کسی آیت کی تشریح خود قرآنِ مجید کی دوسری آیات کی روشنی میں کی جائے، کیونکہ قرآن ایک مربوط اور ہم آہنگ کتاب ہے جس کا ہر حصہ دوسرے حصے کی تفسیر کرتا ہے۔

تفسیرُ القرآن بالقرآن کا مفہوم

تفسیرُ القرآن بالقرآن سے مراد یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی کسی آیت کے مجمل، مختصر، مبہم یا عام مفہوم کو قرآن ہی کی کسی دوسری آیت کے ذریعے واضح کیا جائے۔ چونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے، اس لیے اس کی بہترین تشریح بھی وہی ہو سکتی ہے جو خود قرآن کے اندر موجود ہو۔ یہی وجہ ہے کہ علماءِ تفسیر کے نزدیک یہ طریقہ تفسیر کے تمام طریقوں میں سب سے اعلیٰ، معتبر اور قابلِ اعتماد ہے۔

تفسیرُ القرآن بالقرآن کی اہمیت

1. **وحی کی بنیاد پر تشریح**

اس طریقے میں انسانی قیاس، ذاتی رائے یا خارجی نظریات شامل نہیں ہوتے بلکہ ایک وحی کو دوسری وحی کے ذریعے سمجھا جاتا ہے۔

2. **غلط فہمی سے تحفظ**

جب آیات کو ایک دوسرے کی روشنی میں سمجھا جائے تو غلط تعبیرات، انتہاپسندی اور فکری انحراف سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے۔

3. قرآن کی وحدت کا اظہار

یہ طریقہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ قرآن ایک مکمل، مربوط اور ہم آہنگ نظامِ فکر پیش کرتا ہے۔

تفسیرُ القرآن بالقرآن کے بنیادی طریقے

1. مجمل کی تفصیل قرآن سے

قرآن میں بعض آیات مختصر یا مجمل انداز میں نازل ہوئیں، جن کی تفصیل دوسری آیات میں موجود ہے۔

مثال:

نماز کا حکم قرآن میں مختلف مقامات پر مختصر انداز میں آیا ہے، لیکن نماز کے اوقات، رکوع و سجود اور خشوع کی تفصیل دوسری آیات میں ملتی ہے۔

یہ طریقہ واضح کرتا ہے کہ قرآن اپنے ہی اجمال کی وضاحت خود فراہم کرتا ہے۔

---

2. مطلق کی تقیید قرآن سے

بعض آیات میں حکم مطلق (بغیر شرط) بیان ہوا ہے، جبکہ دوسری آیات میں اسی حکم کو کسی شرط یا قید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مثال:

قتل کی حرمت مطلق انداز میں بیان ہوئی، جبکہ دوسری آیات میں قصاص، دفاع اور عدل کی قیود بیان کی گئیں۔

یہ طریقہ احکام میں توازن اور اعتدال پیدا کرتا ہے۔

---

3. عام کی تخصیص قرآن سے

کچھ آیات عام حکم بیان کرتی ہیں، جن کی تخصیص قرآن ہی کی دوسری آیات میں موجود ہوتی ہے۔

مثال:

وراثت کے عمومی اصول ایک جگہ بیان ہوئے، جبکہ مخصوص رشتہ داروں کے حصے دوسری آیات میں واضح کیے گئے۔

یہ طریقہ فقہی استنباط میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

---

4. مبہم کی توضیح قرآن سے

بعض آیات میں الفاظ یا مفاہیم مبہم ہوتے ہیں، جن کی وضاحت قرآن کی دوسری آیات میں مل جاتی ہے۔

مثال:

"صراطِ مستقیم" کا مفہوم دوسری آیات میں واضح ہوتا ہے جہاں اہلِ ایمان، انبیاء، صدیقین اور صالحین کا ذکر آتا ہے۔

اس طریقے سے قرآنی اصطلاحات کی صحیح تعبیر سامنے آتی ہے۔

---

5. ناسخ و منسوخ کی وضاحت قرآن سے

قرآن میں بعض احکام تدریجی طور پر نازل ہوئے۔ بعد کی آیات نے پہلے احکام کو منسوخ یا تبدیل کیا۔

مثال:

شراب کی حرمت کے مراحل مختلف آیات میں بیان ہوئے، جن میں آخری آیت نے حتمی حکم واضح کیا۔

یہ طریقہ شریعت کے تدریجی نظام کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

---

6. قصصِ قرآن کی تفسیر قرآن سے

قرآن میں انبیاء اور اقوام کے واقعات مختلف سورتوں میں مختلف انداز سے بیان ہوئے ہیں۔ ایک جگہ اجمال ہے تو دوسری جگہ تفصیل۔

مثال:

حضرت موسیٰؑ کا واقعہ سورۂ بقرہ، سورۂ طٰہٰ اور سورۂ قصص میں مختلف پہلوؤں سے بیان ہوا ہے۔

یہ طریقہ تاریخی اور اخلاقی سبق کو مکمل انداز میں سمجھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

---

7. موضوعی تفسیر (موضوع وار ربط)

کسی ایک موضوع سے متعلق تمام آیات کو جمع کر کے ان کا باہمی مطالعہ کرنا بھی تفسیرُ القرآن بالقرآن کی ایک اہم شکل ہے۔

مثال:

توحید، آخرت، عدل، جہاد، اخلاقیات اور معاشرت سے متعلق تمام آیات کو باہم ملا کر سمجھنا۔

یہ طریقہ قرآن کے نظامِ فکر کو جامع انداز میں پیش کرتا ہے۔

---

8. متشابہات کی تفسیر محکمات سے

قرآن میں کچھ آیات متشابہ ہیں، جن کا مفہوم واضح نہیں ہوتا، جبکہ محکم آیات واضح اور قطعی ہوتی ہیں۔

مثال:

صفاتِ باری تعالیٰ سے متعلق متشابہ آیات کو محکم آیات کی روشنی میں سمجھا جاتا ہے تاکہ تشبیہ اور تجسیم سے بچا جا سکے۔

یہ طریقہ عقائد کی درست تعبیر میں نہایت اہم ہے۔

تفسیرُ القرآن بالقرآن کے فوائد

- سب سے مستند طریقۂ تفسیر
- فکری انحراف سے حفاظت
- قرآن کی داخلی ہم آہنگی کا ادراک
- اجتہاد اور فقہی استنباط میں سہولت
- دعوت و اصلاح میں مضبوط بنیاد

تفسیرُ القرآن بالقرآن کی حدود

اگرچہ یہ طریقہ سب سے اعلیٰ ہے، لیکن بعض مقامات پر آیات کی مزید وضاحت کے لیے حدیثِ نبوی ﷺ، اقوالِ صحابہؓ، لغتِ عرب اور شانِ نزول کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لیے مفسرین اسے بنیادی ذریعہ مانتے ہیں مگر واحد ذریعہ نہیں۔

خلاصہ

تفسیرُ القرآن بالقرآن قرآن فہمی کا سب سے مضبوط، معتبر اور محفوظ طریقہ ہے، جس میں قرآن کی ایک آیت کو دوسری آیات کی روشنی میں سمجھا جاتا ہے۔ اس طریقے کے ذریعے قرآن کی وحدت، جامعیت اور ابدی ہدایت واضح ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مکاتبِ فکر کے علماء نے اسے تفسیر کا اوّلین اور بنیادی اصول تسلیم کیا ہے۔

سوال نمبر *4:* تفسیر بالماثور میں ضعف کے اسباب تحریر کیجیے

تمہید

علمِ تفسیر میں **تفسیر بالماثور** کو بنیادی اور قدیم ترین اسلوب کی حیثیت حاصل ہے۔ اس سے مراد وہ تفسیر ہے جو **قرآن کی تفسیر قرآن سے، حدیثِ نبوی ﷺ سے، اقوالِ صحابہؓ اور تابعینؒ** کی روشنی میں کی جائے۔ چونکہ یہ تفسیر براہِ راست وحی اور اس کے اولین فہم سے جڑی ہوئی ہے، اس لیے اصولی طور پر اسے سب سے زیادہ معتبر سمجھا جاتا ہے۔

تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تفسیر بالماثور میں بعض ایسے عناصر داخل ہو گئے جن کی وجہ سے اس میں **ضعف، کمزوری اور عدمِ اعتماد** پیدا ہوا۔ ذیل میں تفسیر بالماثور میں پائے جانے والے ضعف کے اہم اسباب کو تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیر بالماثور کا اجمالی تعارف

تفسیر بالماثور میں درج ذیل مصادر شامل ہوتے ہیں:

1. قرآن کی تفسیر قرآن سے
2. قرآن کی تفسیر حدیثِ نبوی ﷺ سے
3. قرآن کی تفسیر صحابۂ کرامؓ کے اقوال سے
4. قرآن کی تفسیر تابعینؒ کے آثار سے

یہ تمام مصادر اصل میں مستند ہیں، لیکن ان کی **نقل، تدوین اور روایت** کے مراحل میں بعض کمزوریاں پیدا ہوئیں، جو ضعف کا باعث بنیں۔

تفسیر بالماثور میں ضعف کے بنیادی اسباب

1. ضعیف اور موضوع احادیث کا داخل ہو جانا

تفسیر بالماثور میں ضعف کا سب سے بڑا سبب **ضعیف، منقطع اور موضوع احادیث** کا شامل ہو جانا ہے۔

وضاحت

- ہر وہ حدیث جو تفسیر میں نقل کی گئی، صحیح نہیں تھی

- بعض مفسرین نے اسناد کی مکمل تحقیق کے بغیر روایات نقل کر دیں
- خاص طور پر فضائل، قصص اور علاماتِ قیامت سے متعلق احادیث میں ضعف زیادہ پایا جاتا ہے

نتیجہ

ایسی احادیث قرآن کے مفہوم کو واضح کرنے کے بجائے ابہام اور شبہ پیدا کرتی ہیں۔

---

2. اسرائیلی روایات کا کثرت سے استعمال

اسرائیلیات کیا ہیں؟

یہ وہ روایات ہیں جو یہودی اور عیسائی مصادر سے مسلمانوں میں داخل ہوئیں، خصوصاً:

- انبیاء کے واقعات
- تخلیقِ کائنات
- سابقہ اقوام کے قصے

تفسیر بالماثور میں اثر

- بعض صحابہؓ اور تابعینؒ نے ان روایات کو بغیر تنقید نقل کیا
- بعد کے مفسرین نے انہیں بلا تحقیق شامل کر لیا

نتیجہ

اسرائیلی روایات نے تفسیر بالماثور میں افسانوی، غیر معقول اور غیر مستند عناصر شامل کر دیے۔

---

3. اسناد کی کمزوری یا عدمِ تحقیق

وضاحت

- بعض تفسیری روایات کی اسناد ضعیف، منقطع یا مجہول ہیں
- ہر مفسر محدث نہیں تھا، اس لیے علمِ جرح و تعدیل کا مکمل لحاظ نہیں رکھا گیا

مثال

- بعض اقوالِ تابعینؒ ایسے افراد سے منسوب ہیں جن کی ثقاہت مشکوک ہے

نتیجہ

ضعیف اسناد کی بنا پر تفسیر بالماثور کی علمی حیثیت متاثر ہوئی۔

---

4. اقوالِ صحابہؓ اور تابعینؒ میں اختلاف

وضاحت

- بعض آیات کی تفسیر میں صحابہؓ اور تابعینؒ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے
- یہ اختلاف کبھی تنوع کا ہوتا ہے اور کبھی تضاد کا

مسئلہ

بعد کے مفسرین نے ان اختلافات کو بغیر ترجیح یا تجزیے کے جمع کر دیا، جس سے قاری کو صحیح مفہوم تک پہنچنے میں دشواری ہوتی ہے۔

---

5. سیاق و سباق سے ہٹ کر روایات کا استعمال

وضاحت

- بعض روایات کو آیت کے مکمل سیاق و سباق کے بغیر نقل کیا گیا

- آیت کے جزوی مفہوم کو کلی مفہوم بنا دیا گیا

نتیجہ

یہ عمل آیت کے اصل پیغام کو محدود یا مسخ کر دیتا ہے۔

---

6. تاریخی اور زمانی فاصلہ

وضاحت

- نزولِ قرآن کے زمانے سے جوں جوں فاصلہ بڑھتا گیا
- روایات زبانی طور پر منتقل ہوتی رہیں

نتیجہ

- یادداشت کی کمزوری
- الفاظ میں تبدیلی
- مفہوم میں تحریف

یہ تمام عوامل تفسیر بالماثور میں ضعف کا باعث بنے۔

---

7. غیر مستند قصص اور روایات کی شمولیت

وضاحت

- بعض مفسرین نے عوامی ذوق کے تحت قصے، حکایات اور غیر مستند واقعات شامل کیے
- خاص طور پر انبیاء کے معجزات اور سابقہ امتوں کے حالات میں مبالغہ پایا جاتا ہے

نتیجہ

قرآن کی سنجیدہ اور ہدایت پر مبنی تفسیر داستانی رنگ اختیار کر گئی۔

---

8. لغوی اور عقلی پہلوؤں کو نظر انداز کرنا

وضاحت

- بعض مفسرین نے صرف روایت پر اکتفا کیا
- عربی زبان، بلاغت اور عقلی تقاضوں کو نظر انداز کیا

نتیجہ

روایت اگرچہ منقول تھی، مگر مفہوم کے لحاظ سے کمزور یا نامکمل رہی۔

---

9. سیاسی و مسلکی اثرات

وضاحت

- بعض ادوار میں سیاسی یا مسلکی رجحانات نے تفسیری روایات کو متاثر کیا
- مخصوص نظریات کے حق میں روایات کو ترجیح دی گئی

نتیجہ

تفسیر بالماثور میں غیر جانبداری متاثر ہوئی۔

تفسیر بالماثور میں ضعف کے اثرات

- قرآن فہمی میں ابہام
- غلط عقائد کی ترویج
- عوام میں غیر سائنسی اور غیر معقول تصورات
- دین کی اصل روح سے دوری

ضعف سے بچاؤ کے اصول

علماء نے تفسیر بالماثور کے ضعف سے بچنے کے لیے درج ذیل اصول وضع کیے:

- صرف صحیح اور حسن روایات کو قبول کرنا
- اسرائیلیات کو قرآن و سنت پر پرکھنا
- سیاق و سباق کا مکمل لحاظ رکھنا
- محکم و متشابہ کی تمیز
- روایت کے ساتھ درایت (فہم) کو شامل کرنا

خلاصہ

تفسیر بالماثور اگرچہ قرآن فہمی کا سب سے قدیم اور معتبر ذریعہ ہے، لیکن تاریخی، روایتی اور انسانی عوامل کی وجہ سے اس میں بعض کمزوریاں پیدا ہو گئیں۔ ضعیف احادیث، اسرائیلی روایات، اسناد کی کمزوری، اختلافات اور

غیر محتاط نقل نے اس کے بعض حصوں کو متاثر کیا۔ تاہم اگر صحیح اصولوں کے تحت اس کا استعمال کیا جائے تو تفسیر بالماثور آج بھی قرآنِ مجید کو سمجھنے کا نہایت مضبوط اور قابلِ اعتماد ذریعہ ہے۔

سوال نمبر 5: تفسیر بالرائے کا مفہوم بیان کرتے ہوئے اس کی اقسام اور تفسیر بالرائے الممنوع کی صورتیں تحریر کیجیے

تمہید

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتابِ ہدایت ہے، جس کی تفہیم و تشریح کے لیے مختلف تفسیری مناہج اختیار کیے گئے ہیں۔ ان میں ایک اہم طریقہ **تفسیر بالرائے** ہے۔ اگرچہ قرآن کی تفسیر میں اصل بنیاد وحی، حدیثِ نبوی ﷺ اور فہمِ صحابہؓ کو حاصل ہے، تاہم عقل، فہم اور اجتہاد کا استعمال بھی بعض حدود کے اندر ناگزیر ہے۔ اسی عقل و اجتہاد پر مبنی تفسیر کو تفسیر بالرائے کہا جاتا ہے۔

تاہم یہ طریقہ جہاں مفید اور ضروری ہے، وہیں اگر حدودِ شرعیہ سے تجاوز کرے تو ممنوع اور گمراہ کن بھی بن جاتا ہے۔ اس لیے علماء نے تفسیر بالرائے کی **اقسام** اور خصوصاً **تفسیر بالرائے الممنوع** کی صورتوں کو واضح کیا ہے۔

تفسیر بالرائے کا مفہوم

تفسیر بالرائے سے مراد وہ تفسیر ہے جس میں مفسر قرآنِ مجید کی آیات کو سمجھنے اور بیان کرنے میں **عقل، فہم، اجتہاد، لغت، اصولِ شریعت اور شرعی علوم** سے مدد لیتا ہے، بشرطیکہ یہ رائے:

- قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو
- عربی زبان کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو
- اجماعی عقائد و احکام سے متصادم نہ ہو

یوں تفسیر بالرائے کا مطلب **محض ذاتی خیال آرائی** نہیں بلکہ **علمی، اصولی اور منضبط رائے** ہے۔

تفسیر بالرائے کی اہمیت

- نئے مسائل اور عصری تقاضوں کی وضاحت

- سماجی، سیاسی اور فکری سوالات کا قرآنی حل
- دعوت، اصلاح اور تربیت میں سہولت
- قرآن کی ہمہ زمانی رہنمائی کا اظہار

اسی لیے بہت سے جلیل القدر مفسرین نے تفسیر بالرائے کو جائز بلکہ بعض مواقع پر ضروری قرار دیا ہے۔

تفسیر بالرائے کی اقسام

علماء نے تفسیر بالرائے کو بنیادی طور پر دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا ہے:

***1.* تفسیر بالرائے المحمود (جائز تفسیر بالرائے)**

تعریف

وہ تفسیر جو **صحیح علم، مضبوط دلائل اور شرعی اصولوں** کے تحت کی جائے، تفسیر بالرائے المحمود کہلاتی ہے۔

خصوصیات

- قرآن و سنت کے مطابق
- عربی لغت و نحو کی بنیاد پر
- اصولِ فقہ اور مقاصدِ شریعت سے ہم آہنگ
- ذاتی خواہشات سے پاک

مثالیں

- فقہی مفسرین کی آیاتِ احکام پر تشریحات
- جدید مفسرین کی سماجی و اخلاقی توضیحات
- عقلی شبہات کا قرآنی دلائل سے رد

نمایاں مفسرین

- امام فخر الدین رازی
- امام قرطبی
- علامہ آلوسی
- مولانا مودودی

یہ قسم قابلِ قبول، مفید اور امت کے لیے باعثِ خیر ہے۔

---

2. تفسیر بالرائے المذموم (ناجائز یا ممنوع تفسیر بالرائے)

یہ وہ تفسیر ہے جس میں قرآن کو **غلط نیت، ناقص علم یا ذاتی خواہش** کے تابع بنا دیا جائے۔ یہی دراصل **تفسیر بالرائے الممنوع** ہے۔

تفسیر بالرائے الممنوع کا مفہوم

تفسیر بالرائے الممنوع سے مراد ایسی تفسیر ہے جس میں:

- مفسر کے پاس ضروری علمی اہلیت نہ ہو
- قرآن کو اپنے نظریے کے تابع کر دیا جائے
- نصوصِ شرعیہ کو نظر انداز کیا جائے
- واضح آیات کو زبردستی موڑا جائے

ایسی تفسیر شریعت میں **حرام، گمراہ کن اور باعثِ فتنہ** سمجھی جاتی ہے۔

تفسیر بالرائے الممنوع کی صورتیں

1. بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کرنا

وضاحت

جو شخص عربی زبان، اصولِ تفسیر، حدیث اور فقہ سے ناواقف ہو اور اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرے، اس کی تفسیر ممنوع ہے۔

نتیجہ

غلط مفاہیم، بدعات اور فکری انتشار پیدا ہوتا ہے۔

---

2. ذاتی خواہش اور مفاد کے تحت تفسیر

وضاحت

جب کوئی شخص اپنے سیاسی، مسلکی یا ذاتی مفاد کے لیے آیات کے معانی بدل دے۔

مثال

- ظلم کو عدل ثابت کرنا
- گناہ کو آزادی کے نام پر جائز قرار دینا

---

3. مسلکی تعصب پر مبنی تفسیر

وضاحت

اپنے مسلک کو درست ثابت کرنے کے لیے آیات کی من مانی تشریح کرنا۔

نتیجہ

فرقہ واریت اور امت میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

---

4. محکم آیات کو نظر انداز کر کے متشابہات پر اصرار

وضاحت

واضح آیات کو چھوڑ کر مبہم آیات سے غلط عقائد اخذ کرنا۔

مثال

صفاتِ باری تعالیٰ میں تشبیہ و تجسیم کا قائل ہونا۔

---

5. قرآن کی تفسیر کو جدید فلسفوں کے تابع کرنا

وضاحت

سیکولرزم، مادیت یا مغربی نظریات کے مطابق قرآن کی آیات کو ڈھالنا۔

نتیجہ

قرآن کو ہدایت کے بجائے نظریاتی تجربہ بنا دیا جاتا ہے۔

---

6. قرآن کو سائنس یا نظریات سے زبردستی ہم آہنگ کرنا

وضاحت

ہر سائنسی نظریے کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش، خواہ وہ نظریہ عارضی ہی کیوں نہ ہو۔

نتیجہ

سائنس کے بدلنے سے قرآن پر اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔

---

7. نصوصِ شرعیہ سے صریح ٹکراؤ

وضاحت

ایسی تفسیر جو واضح حدیث، اجماع یا قطعی حکم کے خلاف ہو۔

مثال

- فرض عبادات کی نفی
- حلال و حرام کی حدیں مٹانا

تفسیر بالرائے الممنوع کے نقصانات

- گمراہی اور فکری انحراف
- قرآن کے پیغام میں تحریف
- عوام میں شکوک و شبہات
- دین کی اصل روح سے دوری

تفسیر بالرائے کے درست اصول

علماء کے نزدیک تفسیر بالرائے تب درست ہے جب:

- قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے
- حدیث اور آثارِ صحابہ کو بنیاد بنایا جائے
- عربی زبان و بلاغت کا لحاظ رکھا جائے
- مقاصدِ شریعت کو سامنے رکھا جائے
- ذاتی خواہشات سے اجتناب کیا جائے

خلاصہ

تفسیر بالرائے ایک اہم مگر نازک تفسیری طریقہ ہے۔ اگر یہ **علم، تقویٰ اور اصولوں** کے تحت ہو تو تفسیر بالرائے المحمود کہلاتی ہے اور قرآن فہمی میں مددگار ثابت ہوتی ہے، لیکن اگر یہ **جہالت، خواہش، تعصب یا نظریاتی جبر** پر مبنی ہو تو تفسیر بالرائے الممنوع بن جاتی ہے، جو شریعت میں ناجائز اور گمراہ کن ہے۔ اس لیے مفسر کے لیے ضروری ہے کہ وہ عقل کو وحی کے تابع رکھے، نہ کہ وحی کو عقل کے تابع بنائے۔